WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورہ المرسلت

نام: اس کا نام المرسلت ہے جو اس سورۃ کا پہلا کلمہ ہے۔ اس میں دو رکوع، پچاس آیتیں، ایک سو اسی کلمے اور آٹھ سو سولہ حروف ہیں۔

نزول: علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین: متعدد چیزوں کی قسمیں کھا کر ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ قیامت ضرور برپا ہوگی۔ پھر قیامت برپا ہونے کے ہولناک منظر کو بیان کیا گیا ہے۔ آیات نمبر ۱۶، ۱۷، ۱۸ میں ایک سُنّتِ الٰہی ذکر کی گئی ہے کہ جو شخص راہِ راست کو چھوڑ کر بادیۂ ضلالت میں بھٹکتا ہے۔ فسق و فجور کے جرائم کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس کی مخلوق پر ظلم اور تشدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی سُنّت یہ ہے کہ ایسے شخص کو ہلاک و برباد کر دیا جائے۔ اس کے بعد انسان کی تخلیق پھر اُس کی بقا اور نشوونما کے لیے جن اسباب و وسائل کی ضرورت ہے اُن کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور آیت انتیس سے لے کر آخر تک کفار کے ساتھ روزِ حشر جو معاملہ کیا جائے گا اس کو بیان فرما دیا۔ ساتھ ہی آیت نمبر اکتالیس تا چوالیس میں متقین پر جو عنایات اور نوازشات کی جائیں گی وہ بتا دیں تاکہ لوگ دونوں گروہوں میں سے جس گروہ میں شامل ہونا چاہیں سوچ سمجھ کر شامل ہوں۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

۲۲ - ۴ - ۷۷

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ المرسلات مکی ہے اس میں پچاس آیات اور دو رکوع ہیں۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝١ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۝٢ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۝٣

ان ہواؤں کی قسم جو پے در پے بھیجی جاتی ہیں ۱؎ پھر ان کی قسم جو تند و تیز ہیں اور ان کی قسم جو بادلوں کو پھیلانے والی ہیں۔

فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۝٤ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۝٥ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۝٦ اِنَّمَا

پھر ان کی جو بادلوں کو پارہ پارہ کرنے والی ہیں پھر ان کی قسم جو دلوں میں ذکر کا القاء کرنے والی ہیں حجت تمام کرنے کے لیے یا ڈرانے کے لیے۔ بے شک جس

تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۝٧ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝٨ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۝٩

بات کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گی پس اس وقت جب ستارے بے نور کر دیے جائیں گے اور جب آسمان میں شگاف پڑ جائیں گے ۲؎

۱؎ صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی رقمطراز ہیں:

ان آیتوں میں جو قسمیں مذکور ہیں وہ پانچ صفات ہیں جن کے موصوفات ظاہر میں مذکور نہیں۔ اسی لیے مفسرین نے ان کی تفسیر میں بہت وجوہ ذکر کیے ہیں۔ بعض نے یہ پانچوں صفتیں ہواؤں کی قرار دی ہیں، ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔ بعض نے ملائکہ کی، بعض نے آیاتِ قرآنی کی، بعض نے نفوسِ کاملہ کی جو استکمال کے لیے ابدان کی طرف بھیجے جاتے ہیں، پھر وہ ریاضتوں کے جھونکوں سے ماسوائے حق کو اڑا دیتے ہیں، پھر تمام اعضا میں اس کا اثر پھیلاتے ہیں، پھر حق بالذات اور باطل فی نفسہ میں فرق کرتے ہیں اور ذاتِ الٰہی کے سوا ہر شے کو ہالک دیکھتے ہیں، پھر ذکر کا القاء کرتے ہیں اس طرح کہ دلوں میں اور زبانوں پر اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر ہوتا ہے اور ایک وجہ یہ ذکر کی ہے کہ پہلی تین صفتوں سے ہوائیں مراد ہیں اور باقی دو سے فرشتے۔ اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ قسم ان ہواؤں کی جو لگاتار بھیجی جاتی ہیں، پھر زور سے جھونکے دیتی ہیں، ان سے مراد عذاب کی ہوائیں ہیں اور ناشرات سے مراد وہ رحمت کی ہوائیں جو بادلوں کو اٹھاتی ہیں۔ اس کے بعد جو صفتیں مذکور ہیں وہ قول اخیر پر جماعتِ ملائکہ کی ہیں۔ ابن کثیر نے کہا کہ فارقات اور ملقیات سے جماعاتِ ملائکہ مراد لینے پر اجماع ہے۔ (خزائن العرفان)

۲؎ جب قیامت برپا ہوگی تو کائنات کا سارا نظام درہم برہم کر دیا جائے گا۔ ان گنت ستارے جو روشن چراغوں کی طرح چمکتے نظر آتے ہیں سب بے نور ہو جائیں گے۔ یہ آسمان کی نیلگوں چھت جس میں ہزارہا سال گزرنے کے باوجود بوسیدگی اور کہنگی کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی اس میں شگاف اور دراڑیں پڑ جائیں گی اور یہ فلک بوس پہاڑ جن کے پتھر از حد سخت ہیں، غبار بن کر یوں اڑ جائیں گے کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ مختلف اوقات میں اور مختلف امتوں کی طرف اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول اپنی امتوں پر گواہی دینے کے لیے وقت مقرر پر اکٹھے ہو جائیں گے۔

وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾ وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾

اور جب پہاڑ دھنک کر اڑا دیے جائیں گے اور جب رسولوں کو وقت مقررہ پر اکٹھا کیا جائے گا (تو تمہیں علم ہے) کس دن کے لیے یہ ملتوی کیا گیا ہے؟ ۳

لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

فیصلہ کے دن کے لیے۔ اور اے مخاطب! تجھے کیا علم کہ فیصلے کا دن کیسا ہے۔ تباہی ہوگی اس روز

لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۱۵﴾ أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ

جھٹلانے والوں کے لیے ۴ کیا ہم نے ہلاک نہیں کر دیا جو ان سے پہلے تھے ۵ پھر ہم ان کے پیچھے بھیج دیں گے بعد

اس ہوشربا منظر کے ذکر سے مقصد ان لوگوں کو اس دن سے ڈرانا ہے جو خواب غفلت میں پڑے ہوئے اپنی زندگی کے قیمتی لمحوں کو برباد کر رہے ہیں۔

۳ یہ مذکورہ بالا واقعات کب رونما ہوں گے؟ ان کے لیے کون سی تاریخ اور کون سا دن مقرر کیا گیا ہے۔ بتا دیا کہ ان کے لیے یوم الفصل کی تاریخ مقرر ہے۔ اے سننے والے! تم یوم الفصل کی حقیقت کو کیونکر سمجھ سکتے ہو۔ یہ وہ دن ہوگا جب تمام مقدمات، تمام تنازعات اور سارے اختلافات کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

۴ اس روز بڑی تباہی اور ہلاکت کا سامنا ان لوگوں کو کرنا پڑے گا جو اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کی لائی ہوئی کتاب کی تکذیب کرتے ہیں، جو وقوع قیامت کا انکار کرتے ہیں اور اسے ناممکن یقین کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات میں مشکل الفاظ کی تشریح:

طُمِسَت: ذهب نورها۔ یقال طمس الشیء اذا درس۔ وطمس فهو مطموس۔ طمست کا مطلب یا تو یہ ہوگا کہ ستاروں کا وجود ہی مٹ جائے گا یا یہ کہ ان کی روشنی مٹ جائے گی۔ یہ بے نور ہو جائیں گے۔ النسف: تفریق الاجزاء حتی تذروها الریاح۔ کسی چیز کو ریزہ ریزہ کر دینا کہ ہوائیں اس کے اجزاء کو اڑا کر لے جائیں۔ فُرِجَت: شُقَّت فصارت بها فروج۔ کسی چیز کا پھٹ جانا۔ اس میں دراڑیں اور شگاف پڑ جانا۔ ویل: مصدر بمعنی حلول الشر والهلاک۔ یہ مصدر ہے اور اس کا معنی ہے تباہی اور ہلاکت نازل ہو گئی۔

۵ اہل مکہ جو بڑی شدت سے وقوع قیامت کا انکار کیا کرتے تھے، انہیں بتایا جا رہا ہے کہ اگر وہ اپنے سے پہلے گزری ہوئی قوموں کے انجام پر غور کریں اور اس کی وجہ تلاش کریں تو انہیں قیامت پر ایمان لانے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔ عاد، ثمود، قوم نوح، قوم فرعون جسمانی قوت و زور میں کسی سے کم نہ تھیں، دولت و ثروت کے بھی ان کے پاس انبار لگے تھے۔ ان کے پاس لشکر جرار تھے، ان کے سپاہی تجربہ کار اور جنگجو تھے، ان کے پاس ماہرین حرب جرنیلوں کی بھی کمی نہ تھی۔ اپنے زمانے کے معیار کے مطابق وہ علوم و فنون میں بھی کسی قوم سے پیچھے نہ تھے۔ ان کی کاریگری مہارت بھی لاجواب تھی۔ اگر ان چیزوں کو پیش نظر رکھا جائے تو ان قوموں کو مدت دراز تک عزت و اقبال سے زندگی بسر کرنی چاہیے تھی۔ ان کے

الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

میں آنے والوں کو۔ گناہگاروں کے ساتھ ہم ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔ تباہی ہوگی اس روز

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ

جھٹلانے والوں کے لیے۔ کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے پیدا نہیں فرمایا۔ پھر ہم نے رکھ دیا اسے ایک

قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾

محفوظ جگہ (رحم مادر) میں ۱۶ ایک معین مدت تک ۱۷ پھر ہم نے ایک اندازہ ٹھہرایا پس ہم کتنے بہتر اندازہ ٹھہرانے والے ہیں ۱۸

اقتدار کا نقارہ دیر تک بجتا رہتا لیکن اے اہل مکہ! تم یہ جانتے ہو کہ انہیں آناً فاناً تباہ کر دیا گیا۔ اس کی وجہ اس کے بغیر اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان کے کمال بڑے قبیح، ان کی حرکتیں بڑی ذلیل اور ان کے اخلاق بہت بگڑے ہوئے تھے۔ جھوٹ، بدعہدی، کم تولنا، کم ناپنا، کمزور لوگوں پر ظلم و تشدد ان کا وتیرہ بن گیا تھا۔ وہ عیش و عشرت میں بڑی دریا دلی سے اپنی دولت کو لٹاتے اور معصوم عصمتوں کو بڑی بے دردی سے لوٹتے۔ گمراہی اور بداعمالی میں بُری طرح پھنسنے کے، ان کے یوں گم ہونے کا سبب یہی تو تھا کہ انہیں اپنے محاسبہ کا کوئی اندیشہ نہ تھا۔ اگر انہیں یہ خیال ہوتا کہ ایک روز انہیں ضرور اپنے رب کے روبرو پیش ہو کر حساب دینا ہے تو وہ یوں فسق و فجور میں غرق نہ ہو جاتے۔ روز حساب سے بے فکر ہو کر وہ فسق و فجور کی دلدل میں دھنستے چلے گئے، یہاں تک کہ ان کی بداعمالیوں کے طبعی نتائج اس دنیا میں ہی ظاہر ہو گئے اور انہیں تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اے اہل مکہ! اگر تم بھی اسی قسم کے ہولناک انجام سے دوچار ہونا چاہتے ہو تو بے شک اس روش کو مت چھوڑو اور اگر تم اپنے آپ کو تباہ و برباد نہیں کرنا چاہتے تو روز قیامت پر ایمان لاؤ۔ صرف محاسبہ کے ڈر سے ہی تمہارے بگڑے ہوئے دماغ درست ہو سکتے ہیں۔

۱۶ اپنی قدرت و حکمت کے ان شاہکار کرشموں کا ذکر کر کے وقوع قیامت کے امکان کی طرف انہیں متوجہ کیا جا رہا ہے۔ فی قرار مکین کے کلمات غور طلب ہیں۔ رحم مادر میں جب نطفہ قرار پکڑتا ہے تو اس کی حفاظت کے کتنے مکمل اور مضبوط انتظامات کیے جاتے ہیں کہ وہ اہم تغیرات کے نازک ترین مرحلوں سے بخیر و خوبی گزرتا رہتا ہے۔ خارجی عوامل اس کی نشوونما میں آسانی سے دخل انداز نہیں ہو سکتے۔ ماں اپنے گھر کے کام کاج میں مصروف رہتی ہے، بدنی مشقت کے کام بھی وہ کیا کرتی ہے لیکن کسی غیر معمولی حادثہ کے سوا حمل کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اسے خوراک بھی پہنچتی رہتی ہے۔ اسے حرکت کرنے میں بھی کوئی دقت نہیں ہوتی۔ ان امور پر غور کرنے سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر یقین آ جاتا ہے اور ماننا پڑتا ہے کہ جو خالق حکیم اور قادر مطلق یہ عجوبہ دکھا سکتا ہے اس کے لیے قیامت کا برپا کرنا قطعاً مشکل نہیں۔

۱۷ اس خلوت کدہ میں اس کے رہنے کی صحیح مدت جاننے کے لیے ابھی سائنس نے بھی کوئی آلہ ایجاد نہیں کیا۔

۱۸ یعنی ہم نے اس کے بارے میں تمام امور کا اندازہ کر لیا ہے اور ان کے بارے میں اپنا فیصلہ صادر کر دیا ہے۔ ساتھ ہی فرما دیا کہ ہم سے

وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾

تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے ۔ ف کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو سمیٹنے والی۔

اَحۡيَآءً وَّاَمۡوَاتًا ﴿۲۶﴾ وَّجَعَلۡنَا فِيۡهَا رَوَاسِىَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسۡقَيۡنٰكُمۡ

(تمہارے) زندوں اور مُردوں کو ۔ سلہ اور ہم نے بنا دیئے اس میں خوب جمے ہوئے اونچے اونچے پہاڑ سلہ اور ہم نے ہی تمہیں

بستر میں اور بجھانہ اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ عن ابن مسعود قال حدثنا رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم وهو الصادق المصدوق ان خلق احدکم یجمع فی بطن أمه اربعین یوما نطفة ثم یکون علقة مثل ذلک ثم یکون مضغة مثل ذلک ثم یبعث الله ملکا باربع کلمات. فیکتب عمله واجله ورزقه وشقی او سعید ثم ینفخ فیه الروح. (متفق علیه)

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ''حضور سچے ہیں اور آپ کی تصدیق کی گئی ہے کہ تم میں سے ہر ایک کی تخلیق اس طرح ہوتی ہے کہ چالیس دن تک وہ اپنی ماں کے شکم میں نطفہ کی صورت میں ہوتا ہے۔ پھر اتنی مدت وہ لوتھڑا کی شکل میں ہوتا ہے پھر اتنی مدت وہ گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ چار باتوں کے ساتھ ایک فرشتہ کو مبعوث کرتے ہیں۔ اس وقت اس کا عمل، اس کی موت کا دن، اس کا رزق اور یہ بات کہ وہ بدبخت ہے یا نیک بخت لکھ دی جاتی ہیں۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔

ف جو لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اس شاہکار کو دیکھتے ہیں اور پھر اس کے نبی کی تکذیب کرتے ہیں اور قیامت کا انکار کرتے ہیں ان کے لیے قیامت کے دن تباہی و بربادی کے سوا اور کیا ہوگا۔

سلہ اے قیامت کا انکار کرنے والو! ہماری قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا مشاہدہ کرو۔ دیکھو کہ زمین کو ہم نے اس طرح پیدا فرمایا ہے کہ ہر قسم کی زندہ اور مردہ مخلوق اس کے دامن میں سمائی ہوئی ہے۔ ہر قسم کے جانداروں کے لیے ان کے مزاج کے مطابق رزق کا اہتمام یہیں سے ہوتا ہے۔ گوشت خوروں کے لیے گوشت، سبزی خوروں کے لیے طرح طرح کے چارے، سبزیاں، ترکاریاں وافر پیدا ہو رہی ہیں۔ اگر انسان کی اپنی بے تدبیری، حرص و لالچ اور کوتاہیاں آڑے نہ آئیں تو کسی کو خوراک کی قلت کی شکایت نہ رہے۔ کچے پکے مکانات اور شاندار محلات اور سنگین قلعوں کی تعمیر کے لیے جس قسم کے سامان کی ضرورت ہو وہ بآسانی دستیاب ہو سکتا ہے۔ جب یہاں سے اپنی زندگی کے مقررہ دن پورے کر کے کوئی چیز رخصت ہوتی ہے تو یہی زمین جو اس کا بوجھ اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے تھی اپنا سینہ چیر کر اسے اپنے اندر چھپا لیتی ہے۔

سلہ ہماری حکمت کا مزید نظارہ کرنا چاہو تو ان فلک بوس پہاڑوں کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھو، ان کے شکموں میں قیمتی معدنیات کے انبار لگے ہیں۔ کہیں نمک ہے، کہیں کوئلہ، کہیں تانبا ہے، کہیں چاندی، کہیں سونا ہے اور کہیں فولاد۔ ان کی برف سے سدا سفید رہنے والی چوٹیاں، تمہارے لیے میٹھے اور ٹھنڈے پانی کی بہم رسانی کے مرکز ہیں۔ چشمے ابل رہے ہیں، ندیاں بہہ رہی ہیں اور دریا رواں دواں ہیں۔ پہاڑوں کے دامن میں دراز قامت درخت اگتے ہیں جو مکان بنانے کے کام آتے ہیں۔ ان میں ان گنت جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں جو تمہارے امراض کے لیے اکسیر کا

مَّآءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى

میٹھا پانی پلایا۔ تباہی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ۱۲؎ (انہیں حکم ملے گا) چلو اس (آگ)

مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِىْ ثَلٰثِ

کی طرف جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے ۱۳؎ چلو اس سایہ کی طرف جو تین شاخوں

شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِىْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾ اِنَّهَا تَرْمِىْ بِشَرَرٍ

والا ہے۔ نہ وہ سایہ دار ہے اور نہ وہ بچاتا ہے آگ کی لپٹ سے۔ وہ (جہنم) پھینک رہی ہوگی بڑے بڑے انگارے

تم رکھتی ہیں۔ اس کے علاوہ ملکوں کی قدرتی حد بندی، موسموں کے تغیر میں ان کا غیر معمولی دخل، بارشوں میں ان کا حصہ، کس کس فائدہ کو تم گن سکتے ہو۔ پھر ہماری رحمت کا یہ پہلو بھی تمہاری نگاہوں سے اوجھل نہ رہے کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی پانی اُبل رہا ہے۔ وادیِ کوہ میں بھی ندیاں بہہ رہی ہیں، ہموار میدانوں میں بھی دریا خراماں خراماں رواں ہیں اور جہاں یہ نہیں وہاں کنوئیں کھود کر، ٹیوب ویل نصب کر کے تم پانی کے زیرِ زمین خزانے سے سیراب ہو سکتے ہو۔

۱۲؎ اگر ان کھلی دلیلوں کے باوجود تم قیامت پر ایمان نہ لاؤ تو پھر اس روز تم پر یقینی تباہی نازل ہو اس کے تم خود ذمہ دار ہو اور اس کے مستحق ہو۔ کفاتا: الموضع الذی یکفت فیہ۔ جس میں کوئی چیز لپیٹ لی جائے، سمیٹ لی جائے اسے کفات کہتے ہیں۔ شامخات: اونچے، بلند۔ فراتا: عذبا، میٹھا پانی۔

۱۳؎ جب قیامت برپا ہوگی اور ضرور ہوگی کیونکہ مذکورہ بالا دلائل کے بعد کسی صاحبِ عقلِ سلیم کے لیے انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔ اس وقت منکرینِ قیامت کو حکم ملے گا چلو، تشریف لے چلو اس جہنم کی طرف جس کا تم انکار کیا کرتے تھے۔ چلو اس سائے کی طرف جس کی تین شاخیں بلند ہو رہی ہیں۔ ساتھ ہی بتا دیا کہ یہ سایہ ٹھنڈا سایہ نہیں جس کے نیچے آگ کی تپش سے نجات مل جائے۔ بظاہر تو یہ سایہ معلوم ہوتا ہے حقیقت میں یہ دوزخ سے اٹھتا ہوا دھواں ہے۔ اگر کوئی بھاگ کر اس کے نیچے پناہ لینا چاہے گا تو اسے پتہ چل جائے گا کہ اس کی کوئی چھاؤں نہیں۔ اس کے نیچے کھڑے ہونے سے کوئی ٹھنڈک محسوس نہیں ہوتی۔ تنور سے اٹھتے ہوئے دھوئیں کو آپ دیکھیں تو پہلے وہ ایک بگولے کی طرح اٹھتا ہے، جب وہ فضا میں بلند ہوتا ہے تو اس کی کئی شاخیں الگ الگ بننے لگتی ہیں۔ دوزخ سے جو دھواں اٹھے گا اس کی تین شاخیں ہوں گی۔

كَالْقَصْرِ ۝۳۲ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۝۳۳ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۳۴

جیسے محل۔ گویا وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں ۱۳؎ تباہی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ۱۵؎

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝۳۵ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ۝۳۶

یہ وہ دن ہوگا جس میں نہ وہ بول سکیں گے ۱۶؎ اور نہ انہیں اجازت دی جائے گی کہ وہ کچھ عذر پیش کریں ۱۷؎

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۳۷ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ

تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے ۱۸؎ (منکرو!) یہ فیصلے کا دن ہے (جس میں) ہم نے تمہیں اور

وَالْاَوَّلِيْنَ ۝۳۸ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ۝۳۹ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

اگلوں کو جمع کر دیا ہے ۱۹؎ پس اگر تمہارے پاس کوئی چال ہے تو میرے خلاف استعمال کرو ۲۰؎ تباہی ہوگی اس روز

۱۳؎ یہاں آتش جہنم کی ہولناکی کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ اس کی آگ سے جو شرارے اٹھیں گے وہ اتنے بڑے بڑے ہوں گے جیسے کوئی شاہی محل ہو۔ بلکہ یوں سمجھیے جیسے جم کے تو اس کے شرارے اور چنگاریاں ہوں گی اور ان کی رنگت زرد ہوگی۔ دیکھنے والوں پر یہ چلے گا جیسے زرد رنگ کے اونٹوں کی قطار جنگل میں پھیل گئی ہو۔ پہلے ان کے حجم کا ذکر کیا اب ان کی ڈراؤنی رنگت کی کیفیت بیان کی۔ بعض نے صُفر کا معنی سیاہ بھی کیا ہے۔

۱۵؎ جنہوں نے اتنے خوفناک دن اور ایسے دردناک عذاب کو دنیا میں تسلیم نہ کیا بلکہ اس کا انکار کرتے رہے اس کا مذاق اڑاتے رہے وہ خود ہی بتائیں کہ قیامت کے روز ان کے مقدر میں تباہی، رسوائی اور ہلاکت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

۱۶؎ اس روز ان منکرین کا کیا حال ہوگا۔ فرمایا خوف کے مارے زبان گونگی ہو جائے گی۔ قوتِ گویائی سلب ہو جائے گی ہر وقت قینچی کی طرح تیز چلنے والی زبان ایک لفظ بھی نہ بول سکے گی۔

۱۷؎ دنیا میں بہانہ سازی کے فن میں وہ ید طولیٰ رکھتے تھے جب کہیں پھنس جاتے کوئی نہ کوئی ایسا عذر تراشتے کہ ان کی گلو خلاصی ہو جاتی ان کو اپنی اس قابلیت پر بڑا ناز تھا اور اسی چیز نے انہیں بدکاریوں پر دلیر کر دیا تھا۔ دنیا میں تو بے شک ان کی یہ مہارت مسلم تھی لیکن قیامت کے دن ان کے لبوں کو سی دیا جائے گا اور انہیں کسی قسم کا عذر بہانہ پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

۱۸؎ جب وہ اس طرح پھنسے ہوں گے تو ان کی تباہی و بربادی میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے۔

۱۹؎ انہیں کہا جائے گا یہ کوئی کا بازار نہیں، یہ عکاظ کا میلہ نہیں، یہ پیرس اور جنیوا کے اوپیرا تھیٹر نہیں، یہ یو۔ این۔ او کا ہیڈ کوارٹر نہیں کہ جو کسی کے جی میں آئے بکتا چلا جائے۔ یہ مقدمات کے آخری فیصلہ کا دن ہے۔ یہاں کسی بدکار منکر کو یاوہ گوئی کی اجازت

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ ۱ ع ۴۰ ۲۱

جھٹلانے والوں کے لیے ۲۱ے بے شک پرہیزگار (اللہ کی رحمت کے) سایوں میں اور چشموں میں ہوں گے اور (ان) پھلوں میں ہوں گے

مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا

جن کو وہ پسند کریں گے۔ (انہیں کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ اور پیو ان اعمال کے صلہ میں جو تم کیا کرتے تھے۔ ہم

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا

یونہی صلہ دیا کرتے ہیں نیکوکاروں کو ۲۲ے تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے ۲۳ے (اے منکرو!) اب

نہیں مل سکتی۔

یا اس وقت کا ذکر ہے جب ان پر فردِ جرم ثابت ہو جائے گا۔ فرشتوں کے لکھے ہوئے صحیفے بلکہ ان کے اپنے ہاتھ پاؤں ان پر گواہی دے چکے ہوں گے۔ اس سے پہلے تو وہ بڑے بڑے سوانگ رچائیں گے۔ کبھی کہیں گے ہم دنیا میں دن بھر کے لیے گئے اور واپس بلا لیے گئے۔ اس قلیل مدت میں ہم کیا کرتے۔ کبھی کہیں گے کہ ہمارے پاس آپ کا بھیجا ہوا کوئی رسول نہیں گیا اور نہ کسی نے ہم کو خوابِ غفلت سے جگایا ہے اور بعض کفار اور بدکار تو اپنے آپ کو بالکل معصوم عن الخطا کہیں گے کہ ہم نے زندگی بھر میں کوئی نافرمانی نہیں کی، کوئی حکم عدولی نہیں کی۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ لیکن جب دلائل سے ان کا مجرم ہونا ثابت ہو جائے گا اس وقت ان سے قوتِ گویائی سلب کر لی جائے گی۔

۲۰ے تمہیں اپنی چالاکی اور عیاری پر بڑا گھمنڈ تھا۔ دنیا میں تم اپنے دشمنوں کے خلاف بڑی خطرناک چالیں چلا کرتے تھے۔ اے بڑے عیارو! بڑے چالبازو! اگر تمہاری پٹاری میں کوئی مکر، کوئی چال ہو تو اسے باہر نکالو اور اسے ہمارے خلاف استعمال کرو۔ ہم بھی تو دیکھیں تمہیں اس فن میں کتنا کمال حاصل ہے۔ لیکن اس وقت انہیں جان کے لالے پڑے ہوں گے۔ بھڑکتے ہوئے دوزخ کو سامنے دیکھ کر ان پر جانکنی کی کیفیت طاری ہوگی۔ بجز خاموشی کے کوئی چارہ نہ ہوگا۔

۲۱ے اس دن جھٹلانے والوں کے حصہ میں ہلاکت و تباہی ہوگی، وہ آج کیوں اس تباہی سے بچنے کے لیے فکر نہیں کرتے۔

۲۲ے مجرموں کے ساتھ تو یہ سلوک ہوگا، لیکن وہ لوگ جنہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ تعالیٰ سے ڈر کر گزاری، اس کے احکام کی پابندی کرتے رہے، قیامت کے تصور سے ہی ان کے دل لرزتے رہے۔ ان پاکباز اور نیک بخت لوگوں کے ساتھ جو سلوک کیا جائے گا اب اس کا بیان ہو رہا ہے۔

۲۳ے اہلِ جنت کے ذکر کے بعد اس جملے کو دہرانے میں کیا حکمت ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ حیث نال اعداءہم ھٰذا الثواب العظیم وھم بقوا فی العذاب الالیم۔ یعنی ان کے دشمن جن کو زندگی بھر وہ ستاتے رہے، ان پر ظلم توڑتے رہے، ان کو

وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾

کھاؤ اور عیش کر لو تھوڑا سا وقت، بے شک تم مجرم ہو ۲۴ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

اور (آج) جب ان سے کہا جاتا ہے اپنے رب کے سامنے جھکو تو نہیں جھکتے ۲۵ تباہی ہوگی اس روز

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع ۲ ۲۲

جھٹلانے والوں کے لیے ۲۶ آخر کس بات پر وہ اس کتاب کے بعد ایمان لائیں گے؟ ۲۷

طرح طرح کی انگشت نمایاں کرتے رہے، ان کو حقیر و نادان سمجھتے تھے، وہ آج اپنے پروردگار کے پاس فردوس بریں میں اس کے لطف و کرم سے محظوظ ہو رہے ہیں۔ فرشتے، غلمان اور حوریں ان کی نازبرداریاں کر رہی ہیں اور یہ جو بڑے معزز اور رئیس بنے ہوئے تھے آج اس ذلت میں گرفتار ہیں۔

۲۴ سورت کے اختتام سے پہلے منکرین قیامت کو پھر جھنجوڑا جا رہا ہے کہ طرح طرح کے لذیذ کھانے خوب سیر ہو کر کھا لو، دنیوی عزتیں اور بڑائیاں جو تمہیں حاصل ہیں اور جو عیش و عشرت کا سامان تمہیں میسر ہے اس سے جی بھر کر لطف اٹھا لو۔ یہ رونق میلہ چند روزہ ہے۔ درحقیقت تم بدترین مجرم ہو۔ صرف مہلت کی مدت گزرنے اور مقررہ گھڑی آنے کا انتظار ہے۔ تمہیں اپنا انجام معلوم ہو جائے گا۔

۲۵ یعنی کفار کو جب کہا جاتا ہے کہ سرکشی اور نافرمانی کی روش ترک کر دو اور اپنے رب کے حضور میں تواضع و انکساری اختیار کرو، اس کے احکام کے سامنے اپنی اکڑی ہوئی گردنیں جھکا دو۔ اس کے رسول کے فرمان کو قبول کر لو اور نمازیں پڑھا کرو تو انہیں یہ بھی بات سمجھ ہی نہیں آتی۔ نماز کو ادا کرنے کے لیے ان کے دل میں شوق پیدا ہی نہیں ہوتا۔ ارکعوا سے مراد پوری نماز ادا کرنا ہے۔ نماز کو رکوع سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بنی ثقیف کو جب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور نماز کا طریقہ بتایا تو کہنے لگے کوئی ایسی نماز بتائیں جس میں یہ رکوع و سجود نہ ہو۔ ہم رئیسوں کے لیے یوں جھکنا اور پھر زمین پر منہ کے بل گر پڑنا بڑے عیب کی بات ہے تو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لاخیر فی دین لیس فیہ رکوع ولا سجود۔ اس دین میں کوئی خوبی نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رکوع و سجود نہیں۔ وہ مسلمان جو اپنے رب کو سجدہ نہیں کرتے، رکوع نہیں کرتے، نماز ادا نہیں کرتے اور پھر مسلمان ہونے کے مدعی بھی ہیں اور اس اقرار پر خوش بھی ہیں، وہ اپنے انجام کے بارے میں خود سوچ لیں۔

۲۶ جن لوگوں کی پیشانیوں کو اپنے رب کی جناب میں سجدہ کرنے اور جھکنے کی سعادت نصیب نہیں ہوئی بار بار سمجھانے کے باوجود وہ اس شرف سے محروم رہے ان کے لیے روز قیامت بجز ویل و ہلاکت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

۲۷ے اگر وہ عقل و خرد سے کام لیتے اور غور و فکر کی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے تو قرآن کریم کے چشمۂ صافی و شیریں سے وہ اپنی تشنہ لبی کا درماں کر لیتے۔ اس آفتاب ہدایت کے انوار سے وہ اپنی زندگی کی جلوتوں اور خلوتوں کو روشن کر لیتے۔ لیکن ان بدنصیبوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس کے بعد اس سے زیادہ موثر، اس سے زیادہ شیریں، اس سے زیادہ حقیقت افروز کتاب انہیں کہاں نصیب ہوگی کہ وہ اس پر ایمان لے آئیں گے۔ وہ ازلی بدبخت ہیں۔ ان کی قسمت میں ہدایت کی نعمت ہے ہی نہیں۔

○

اللهم إياك نعبد ولك نصلي ونسجد وإليك نسعى ونحفد ونرجو رحمتك ونخشى عذابك إن عذابك بالكفار ملحق۔ اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا ومولانا وحبيبنا وشفيعنا

مُحَمَّدٍ

المبعوث رحمة للعالمين وعلى آله وأصحابه ومن أحبه واتبعه إلى يوم الدين۔ رب أوزعني أن أشكر نعمتك التي أنعمت علي وعلى والدي وأن أعمل صالحا ترضاه وأصلح لي في ذريتي إني تبت إليك وإني من المسلمين۔ فاطر السموات والأرض أنت ولي في الدنيا والآخرة توفني مسلما وألحقني بالصالحين۔

○